رسالہ نمبر 18

پُراسرار بھکاری

و

دیگر عبرت انگیز حکایات

امیرِ اہلسنّت ابو بلال

مولانا محمد الیاس عطّار قادری رضوی

فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی کراچی فون: 4921389 - 90-91

شہید مسجد کھارادر کراچی فون 2314045 - 2203311

FAX : 2201479

Email : maktaba@dawateislami.net

www.dawateislami.net

مکتبۃ المدینہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

پُراَسرار بھکاری و دیگر انگیز حکایات

۱ پُراَسرار بِھکاری

(کچھ عرصہ پہلے یہ واقِعہ بطورِ حقیقت کے ایک گجراتی اخبار میں شائع ہوا تھا۔ میں نے اسے بے حد عبرتناک پایا۔ لہٰذا اپنی یادداشت مطابق نیز کچھ تصرُّف کے ساتھ اپنے انداز میں تحریر کیا ہے تاکہ اسلامی بھائی اور بہنوں کے لئے خوب خوب سامانِ عبرت مُہیّا ہو۔ سگِ مدینہ عُفِیَ عنہ)

مدینۃُ الاولیاء ملتان شریف میں حضرتِ سیِّدُنا غوث بہاؤُالحقّ وَالدِّین زکریا مُلتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پُرانوار پر سلام عرض کرنے کے لئے حاضِر ہوا۔ فاتحہ کے بعد جب لوٹنے لگا تو ایک شخص پر میری نظر پڑی جو مشغولِ دُعا تھا۔ میں ٹھٹھک کر وَہیں کھڑا ہوگیا۔ دراز قد، مگر بدن میں نہایت ہی کمزور اور چہرے پر اُداسی چھائی ہوئی تھی۔ چونک کر کھڑے ہونے کی یہ وجہ تھی کہ اس کے گلے میں پانی کا ایک ڈول لٹکا ہوا تھا جس میں اس نے اپنے دائیں ہاتھ کی اُنگلیاں ڈبو رکھی تھیں۔ اس کے چہرے کو بغور دیکھا تو کچھ آشنائی کی بُو آئی میں اس کے فارِغ ہونے کا انتِظار کرنے لگا۔ جب وہ فاتحہ سے فارِغ ہوگیا تو میں نے اُس کو سلام کیا۔ اُس نے سلام کا جواب دے کر میری طرف بغور دیکھا اور مجھے پہچان لیا۔ لمحہ بھر کے لیے اُس کے سُوکھے ہونٹوں پر پھیکی سی مُسکراہٹ آئی اور فوراً ختم ہوگئی، پھر حسبِ سابِق وہ اُداس ہوگیا۔ میں نے رَسمی مزاج پُرسی کے بعد اُس سے گلے میں پانی کا ڈول لٹکانے اور اس میں دائیں ہاتھ کی اُنگلیاں ڈبوئے رکھنے کا سبب دَرْیافت کیا۔ اس پر اُس نے ایک آہِ سَرد دِلِ پُر دَرْد سے کھینچنے کے بعد کہنا شُروع کیا:۔ میری ایک چھوٹی سی پرچُون کی دُکان ہے۔ ایک بار میرے پاس آکر ایک بھکاری نے دستِ سُوال دراز کیا۔ میں نے ایک سِکّہ نکال کر اس کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ وہ دُعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔ اب پھر دُوسرے دِن بھی آیا اور اسی طرح سِکّہ لے کر چلتا بنا۔ اب وہ روز روز آنے لگا اور میں بھی کچھ نہ کچھ اُس کو دینے لگا۔ کبھی کبھی وہ میری دُکان پر تھوڑی دیر بیٹھ بھی جاتا اور اپنے دُکھ بھرے افسانے مجھے سُناتا۔ اُس کی داستانِ غم نِشان سُن کر مجھے اُس پر بڑا ترس آیا۔ یُوں مجھے اُس سے کافی ہمدردی ہوگئی اور ہمارے درمیان ٹھیک ٹھاک یارانہ ہوگیا۔ دِن گُزرتے رہے۔ ایک بار خِلافِ معمول وہ کئی روز تک نظر نہ آیا۔ مجھے اُس کی فکر لاحق ہوئی ہو نہ ہو وہ بے چارہ بیمار ہوگیا ہے ورنہ اتنے ناغے تو اُس نے آج تک نہیں کئے۔ میں نے اُس کا مکان تو دیکھا نہیں تھا البتّہ اتنا ضرور معلوم تھا کہ وہ شہر کے باہَر ویرانے میں ایک جھونپڑی میں تنہا رہتا تھا۔ خیر میں تلاش کرتا ہُوا بالآخِر اُس کی جھونپڑی تک پہنچ ہی گیا۔ جب اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ ہر طرف پُرانے چیتھڑے بکھرے پڑے ہیں، ایک طرف چند ٹوٹے پھوٹے برتن

ہیں۔ الغرض در و دیوار غربت و افلاس کے افسانے سُنا رہے تھے۔ ایک طرف وہ ایک ٹوٹی چارپائی پر لیٹا کراہ رہا تھا۔ وہ سخت بیمار تھا اور ایسا لگتا تھا کہ اب جانبر نہ ہوسکے گا۔ میں سلام کر کے اُس کی چارپائی کے پاس کھڑا ہوگیا۔ اُس نے آنکھیں کھولیں اور میری طرف دیکھ کر اُس کی آنکھوں میں ہلکی سی چمک آئی، اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا، میں بیٹھ گیا۔ بمشکل تمام اُس نے لب کھولے اور مدہم آواز میں بولا، بھائی! مجھے معاف کردو کہ میں نے تم سے بہت دھوکہ کیا ہے میں نے حیرت سے کہا، وہ کیا! کہنے لگا، میں نے تم کو اپنے دکھ و درد کے جتنے بھی افسانے سُنائے وہ سب کے سب مَن گھڑت تھے اور اِسی طرح مَن گھڑت افسانے سُنا سُنا کر میں لوگوں سے بھیک مانگتا رہا ہوں۔ اَب چونکہ بچنے کی بظاہر کوئی اُمید نظر نہیں آتی اس لئے تمہارے سامنے حقائق کا اِنکشاف کئے دیتا ہوں۔ ”میں مُتوسِطُ الحال گھرانے میں پیدا ہوا، شادی بھی کی بچے بھی ہوئے۔ میں کام چور ہوگیا اور مجھے بھیک مانگنے کی لت پڑگئی۔ میری بیوی کو میرے اس پیشے سے سخت نفرت تھی۔ اکثر ہماری اس سلسلے میں ٹھنی رہتی۔ رفتہ رفتہ بچے جوان ہوئے۔ میں نے اُن کو اعلیٰ تعلیم دلوائی تھی۔ ان کی قسمت نے ساتھ دیا اور اُن کو اعلیٰ درجے کی مُلازِمتیں مل گئیں۔ اب وہ بھی مجھ سے خفا ہونے لگے۔ ان کا پیہم اِصرار تھا کہ میں بھیک مانگنا چھوڑ دوں، لیکن میں عادت سے مجبور تھا۔ مجھے دولت سے بے حد پیار تھا اور بغیر محنت کے آتی ہوئی دولت کو میں چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ آخر کار ہمارا اختلاف بڑھتا گیا اور میں نے بیوی بچوں کو خیر باد کہہ کر اس ویرانے میں جھونپڑی باندھ لی۔“

اتنا کہنے کے بعد اُس نے چیتھڑوں کے ایک ڈھیر کی طرف جو جھونپڑی کے ایک کونے میں تھا اِشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہاں سے چیتھڑے ہٹاؤ اس کے نیچے تمہیں چار بوریاں نظر آئیں گی اُن میں سے ایک بوری کا مُنہ کھول دو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ میں نے جُونہی بوری کا مُنہ کھولا تو میری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اِس پُوری بوری میں نوٹوں کی گڈیاں تہ در تہ رکھی ہوئی تھیں اور یہ ایک اچھی خاصی رقم تھی۔ اب وہ بھکاری مجھے بڑا پُراَسرار لگ رہا تھا۔ کہنے لگا، یہ چاروں بوریاں اِسی طرح نوٹوں سے بھری ہوئی ہیں۔ میرے بھائی! دیکھو میں نے تم پر اعتماد کر کے اپنا سارا راز فاش کردیا ہے۔ اب تم کو میری وصیّت پر عمل کرنا ہوگا، کروگے نا؟ میں نے حامی بھرلی۔ تو کہا، دیکھو! میں نے اس دولت سے بڑا پیار کیا ہے۔ اِس کی خاطر اپنا بھرا گھر اُجاڑا، نہ کبھی اچھا کھایا، نہ عُمدہ لباس پہنا، بس اس کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا رہا...... پھر تھوڑا رُک کر کہا، ذرا میری پیاری پیاری نوٹوں کی چند گڈیاں تو اُٹھا کر لاؤ کہ انہیں تھوڑا پیار کرلوں!! میں نے بوری میں سے چند گڈیاں نکال کر اس کی طرف بڑھا دیں۔ اس کی آنکھوں میں ایک دَم چمک آگئی اور اس نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے انہیں لے لیا اور اپنے سینے پر رکھ دیا اور باری باری چومنے لگا، ہر ایک گڈی کو چومتا جاتا اور آنکھوں سے لگاتا جاتا اور کہتا جاتا کہ میری وصیّت خاص وصیّت ہے اور اس کو تمہیں پُورا کرنا ہی پڑے گا اور وہ یہ ہے کہ مری زندگی بھر کی اس پُونجی یعنی چاروں نوٹوں کی بوریوں کو کسی طرح بھی میرے ساتھ

دَفن کرنا ہوگا۔ میں نے وعدہ کرلیا۔ وہ نہایت حسرت کے ساتھ نوٹوں کو چوم رہا تھا کہ اچانک اس کے حلق سے ایک خوفناک چیخ نِکل کر فضا کی پہنائیوں میں گم ہوگئی۔ خوف کے مارے میں تھر تھر کانپنے لگا۔ اُس کا نوٹوں والا ہاتھ چار پائی کے نیچے لٹک گیا۔ نوٹیں ہاتھ سے گر پڑیں اور سَر دوسری طرف ڈھلک گیا اور اُس کی روح قفسِ عُنصری سے پرواز کرگئی۔

میں نے جلد ہی اپنے آپ پر قابو کیا اور اس کے سینے وغیرہ سے اور نیچے سے بھی نوٹیں اکھٹی کر کے اس بوری میں واپس ڈال دیں۔ بوری کا مُنہ اچھی طرح بند کر کے چاروں بوریاں حسبِ سابق چیتھڑوں میں چھپا دیں۔ پھر چند قابلِ اعتماد آدمیوں کو ساتھ لے کر اس کی تکفین کی اور کسی بھی حیلے سے بڑی سی قبر کھدوا کر حسبِ وَصِیّت وہ چاروں بوریاں اس کے ساتھ دَفن کردیں۔

کچھ عرصے بعد مجھے کاروبار میں خسارہ شروع ہوگیا اور نوبت یہاں تک آگئی میں اچھا خاصا مقروض ہوگیا۔ قرض خواہوں کے تقاضوں نے میرے ناک میں دَم کردیا۔ ادائے قرض کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی تھی۔ ایک دِن اچانک مجھے اپنا پُرانا یار وُہی پُراسرار بھکاری یاد آگیا اور مجھے اپنی نادانی پر رہ رہ کر افسوس ہونے لگا کہ میں نے اس کی وصیّت پر عمل کر کے اتنی ساری رقم اس کے ساتھ کیوں دَفن کردی۔ یقیناً مَرنے کے بعد اُسے قبر میں اس کے مال نے کوئی نَفع نہ دینا تھا، اگر میں اس مال کو رکھ لیتا تو آج ضَرور مالدار ہوتا۔ مزید شیطان نے مجھے مشورہ دینے شروع کیے کہ اب بھی کیا گیا ہے، وہاں قبر میں اب بھی وہ دولت یقیناً سلامت ہوگی۔ میں نے کسی پر ابھی تک یہ راز ظاہر کیا ہی نہیں ہے۔ حیلہ کر کے میں نے تو بوریاں دَفن کی ہیں۔ ضَرور وہ اب بھی قبر میں موجود ہوں گی۔ شیطان کے اس مشورے نے مجھ میں کچھ ڈھارس پیدا کی اور میں نے عَزم کرلیا کہ خواہ کچھ بھی ہوجائے میں وہ نوٹوں کی بوریاں ضَرور حاصل کر کے رہوں گا۔

لہٰذا ایک رات کو کدال وغیرہ لے کر میں قبرستان پہنچ ہی گیا۔ میں اب اس کی قبر کے پاس کھڑا تھا، ہر طرف ہولناک سناٹا اور خوفناک خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ میرا دل کسی نامعلوم خوف کے سبب زور زور سے دھڑک رہا تھا اور میں پسینے سے شرابُور ہو رہا تھا۔ آخر کار ساری ہمت جمع کر کے میں نے اُس کی قبر پر کدال چلا ہی دیا۔ دو تین کدال چلانے کے بعد میرا خوف تقریباً جاتا رہا۔ تھوڑی دیر کی محنت کے بعد میں اس میں ایک مُناسِب سا شِگاف کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اب بس ہاتھ اندر بڑھانے ہی کی دیر تھی لیکن پھر میری ہمّت جواب دینے لگی، خوف و دَہشت کے سبب میرا سارا وُجود تھر تھر کانپنے لگا، طرح طرح کے ڈراؤنے خیالات نے مجھ پر غلبہ پانا شُروع کیا۔ ضَمیر بھی چلّا چلّا کر کہہ رہا تھا کہ لَوٹ چلو اور مالِ حرام سے اپنی عاقبت کو برباد مت کرو۔ لیکن بالآخر حرص و طمع غالِب آئی اور مالدار ہوجانے کے سُنہرے خواب نے ایک بار پھر ڈھارس بندھائی کہ اب تھوڑی سی ہمت کرلو۔ منزلِ مُراد ہاتھ میں ہے۔ آہ! ادولت کے نشے نے مجھے انجام سے بالکل غافل کردیا اور میں نے اپنا سیدھا ہاتھ قبر کے شِگاف میں داخِل کردیا۔ ابھی بوری ٹٹول ہی رہا تھا کہ میرے ہاتھ میں انگارہ آگیا۔ دَرد و کَرب سے میرے مُنہ سے ایک زوردار چیخ نکل

گئی اور قبرِستان کے بھیانک سنّاٹے میں گُم ہوگئی۔ میں نے ایک دَم اپنا ہاتھ قبر سے باہَر نکالا اور سَر پر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ میرا ہاتھ بُری طرح جُھلَس چکا تھا اور مجھے سخت جَلَن ہو رہی تھی۔ میں نے رو رو کر بارگاہِ خداوندی عزوجل میں توبہ کی، لیکن میرے ہاتھ کی جَلَن نہ گئی، اب تک بے شُمار ڈاکٹروں اور حکیموں سے عِلاج بھی کرا چکا ہوں۔لیکن ہاتھ کی جلن نہیں جاتی، ہاں اُنگلیاں پانی میں ڈبونے سے کچھ آرام ملتا ہے اِسی لیے ہر وَقت اپنا دایاں ہاتھ پانی میں رکھتا ہوں۔ **اُس شخص کی یہ رِقّت انگیز داستان سُن کر میرا دل ایک دَم دُنیا سے اُچاٹ ہوگیا۔دُنیا کی دولت سے مجھے نفرت ہوگئی اور بے ساختہ قراٰنِ عظیم کی یہ آیات مجھے یاد آگئیں:۔**

بسم الله الرحمن الرحيم ۝ الهكم التكاثر حتّٰى زرتم المقابر ؕ (پ ۳۰، التکاثر)

ترجمہ: اللہ عزوجل کے نام سے شُروع جو نہایت مہربان رحم والا۔
"تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تُم نے قبروں کا مُنہ دیکھا۔"

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ مال کی مَحَبَّت نے کِس قدر تباہی مچائی۔بِھکاری اپنے مالِ حرام کو چُومتے چُومتے مَرا اور اُس کا دوست اس کے مالِ حَرام کو حاصِل کرنے گیا تو دائمی مصیبت میں پڑا۔اللہ عزوجل اُن دونوں کی مغفِرت فرمائے۔ ہمارے لئے ان کی دَرْدناک داستان میں عِبرَت کے بے شُمار مَدَنی پھول ہیں۔ ہر وقت مال و دولت کی حرص وطَمع میں تَڑپتے رہنے والوں کیلئے، کاروباری مشغولیات کے سَبَب جماعتِ نماز بلکہ نماز ہی برباد کر دینے والوں کے لئے، زندگی کا سُکون صِرف اور صِرف مال و دولت میں تلاش کرنے والوں کے لئے عِبرت ہی عِبرت ہے۔ یاد رکھئے! دولت سے دوا خریدی جاسکتی ہے مگر شِفا نہیں خریدی جاسکتی، دولت سے دوست مل سکتے ہیں مگر وَفا نہیں خریدی جاسکتی، دولت سبب ہلاکت تو ہوسکتی ہے مگر اس کے ذَرِیعے موت نہیں ٹالی جاسکتی، دولت سے شہرت تو حاصِل ہوسکتی ہے مگر اس سے عزّت نہیں خریدی جاسکتی۔

جہاں میں ہیں عِبرت کے ہر سُو نمونے ۔۔۔ مگر تُجھ کو اندھا کیا رَنگ و بُو نے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تُو نے ۔۔۔ جو آباد تھے وہ محل اب ہیں سُونے
جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے ۔۔۔ یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

حرصِ مال کی ایک اور لرزہ خیز داستان پڑھئے اور خوفِ خداوندی عزّوجل سے لرز یئے:۔

۲ قبر کے شعلے اور دُھوئیں

(یہ سنسنی خیز مضمون بطورِ حقیقت نوائے وقت میگزین میں شائع ہوا تھا۔ برائے عبرت کچھ تصرُّف کے ساتھ اپنے انداز میں پیش کیا ہے۔ سگِ مدینہ عُفِیَ عنہ)

وہ پانچوں وقت پابندی سے نماز پڑھتے تھے، مالدار ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے سخی دِل بھی تھے۔ دِل کھول کر غریبوں اور بیواؤں کی امداد کیا کرتے، کئی یتیم بچّوں کی شادیاں بھی کرادیں، حج بھی کیا ہوا تھا۔ ۱۹۷۳ء کی ایک صبح اُن کا انتقال ہوگیا۔ بے حد ملنسار اور بااَخلاق تھے۔ اہلِ محلّہ ان سے بہت متاثر تھے۔ لہٰذا سوگواروں کا تانتا بندھ گیا۔ ان کے جنازے میں لوگوں کا کافی اژدحام تھا، سب لوگ قبرستان آئے۔ قبر کھود کر تیار کرلی گئی، جُوں ہی میّت قبر میں اُتارنے کے لئے لائے کہ غضب ہوگیا۔ یکایک قبر خود بخود بند ہوگئی۔ سارے لوگ حیران رہ گئے۔ دوبارہ زمین کھودی گئی۔ جب میّت اُتارنے لگے تو پھر قبر خُود بخود بند ہوگئی۔ سارے لوگ پریشان تھے۔ ایک آدھ بار مزید ایسا ہی ہوا۔ آخر کار چوتھی بار تدفین میں کامیاب ہو ہی گئے فاتحہ پڑھ کر سب لوٹ اور ابھی چند ہی قدم تھے کہ ایسا محسوس ہوا، جیسے زمین زور زور سے ہل رہی ہے۔ لوگوں نے بے ساختہ پیچھے مُڑ کر دیکھا تو ایک ہوش اُڑا دینے والا منظر تھا۔ آہ! قبر میں دراڑیں پڑ چکی تھیں، اُس میں سے آگ کے شُعلے اور دُھوئیں اُٹھ رہے تھے اور قبر کے اندر سے چیخ وپکار کی آواز بالکل صاف سُنائی دے رہی تھی۔ یہ لرزہ خیز منظر دیکھ کر سب کے اَوسان خطا ہوگئے اور سب لوگ جس سے جس طرح بن پڑا بھاگ کھڑے ہوئے۔ سب لوگ بے حد پریشان تھے کہ بظاہر نیک، سخی اور بااَخلاق انسان کی آخر ایسی کون سی خطا تھی جس کے سبب یہ اِس قدر ہولناک عذابِ قبر میں مُبتلا ہوگیا! تحقیق کرنے پر اس کے حالات کچھ یُوں سامنے آئے:۔ **"مرحوم بچپن ہی سے بہت ذہین تھا، لہٰذا ماں باپ نے اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ جب خوب پڑھ لکھ لیا تو کسی طرح بھی سفارش یا رِشوت کے زور پر ایک سرکاری محکمہ میں مُلازمت اختیار کرلی۔ رِشوت کی لَت پڑگئی، رِشوت کی دولت سے پلاٹ بھی خریدا اور اچھا خاصا بینک بیلنس بھی بنایا۔ اِسی سے حج بھی ادا کیا اور ساری سخاوت بھی اسی مالِ حرام سے کیا کرتا تھا۔"**

حُسنِ ظاہر پر اگر تو جائے گا — عالمِ فانی سے دھوکہ کھائے گا
یہ منقّش سانپ ہے ڈَس جائے گا — کر نہ غفلت یاد رکھ پچھتائے گا
ایک دِن مرنا ہے آخر موت ہے — کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ مالِ حرام کا کس قدر دردناک انجام ہوا! یاد رکھئے! بحکمِ حدیث رِشوت دینے والا رِشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ مالِ حرام سے کئے جانے والے نیک کام بھی رائیگاں جاتے ہیں، کیونکہ اللہ عزوجل پاک ہے اور پاک مال ہی کو قبول فرماتا ہے چُنانچِہ،

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیضِ گنجینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، صاحِبِ معطّر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے، جو شخص مالِ حرام کماتا ہے اور پھر صدَقہ کرتا ہے اُس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور اس سے خرچ کرے گا تو اس کے لئے اس میں برَکت نہ ہوگی اور اسے اپنے پیچھے چھوڑے گا تو یہ اُس کے لئے دوزخ کا زادِ راہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

راولپنڈی کے قبرستان رتہ امرال میں پیش آنے والا سرکاری محکمہ کے ایک افسر کا ایک دردناک واقِعہ پڑھئے اور استغفار کیجئے۔

۳ ٹیڑھی قبر!

۲۷ جمادی الاُولیٰ ۱۴۱۱ھ کو ایک پولیس افسر کا جنازہ قبرستان لایا گیا جب اسے قبر میں اُتارا جانے لگا تو اس کی قبر یک لخت ٹیڑھی ہوگئی۔ پہلے پہل تو لوگوں نے اسے گورکن کا قصور قرار دیا۔ دوسری جگہ قبر کھودی گئی۔ جب میّت کو اتارنے لگے تو قبر ایک بار پھر ٹیڑھی ہوگئی۔ اب لوگ میں خوف وہراس پھیلنے لگا۔ تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا۔ قبر حیرت انگیز حد تک اِس قدر ٹیڑھی ہوجاتی کہ تدفین ممکن نہ ہوتی۔ بالآخر شُرکائے جنازہ نے مل جُل کر مَرحوم کے لئے دُعائے مغفرت کی اور پانچویں قبر میں ہر حال میں تدفین کا فیصلہ کیا گیا۔ چُنانچہ پانچویں بار قبر ٹیڑھی ہونے کے باوُجود زبردستی پھنسا کر میّت کو اتار دیا گیا۔

جہنّم میں پھینکا جائے گا

حضرتِ سیِّدُنا عبدُ اللہ ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے، ''جو شخص کسی قوم کا والی اور قاضی مقرّر رہا وہ قیامت کے دِن اِس حالت میں پیش ہوگا کہ اُس کا ہاتھ گردن میں بندھا ہوا ہوگا۔ پھر اگر وہ رِشوت لینے والا نہ تھا اور اس کے فیصلے بھی حق پر مبنی تھے تو وہ آزاد کردیا جائے گا اگر وہ رِشوت خور تھا اور دلوگوں سے مال لے کر حق کے خلاف فیصلے کرتا تھا تو اس کو جہنّم میں پھینک دیا جائے گا اور وہ پانچ سو برس کی راہ کے مثل گہرائی میں جاپڑے گا۔''

اَجَل نے نہ کِسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا — اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اک لے کیا کیا نہ حسرت سِدھارا — پڑا رہ گیا سب یُونہی ٹھاٹھ سارا
جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے — یہ عِبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

﴾٤﴿ مُردہ اُٹھ بیٹھا!

جو ہرآباد (ٹنڈوآدم) کے ایک کپڑے کے تاجر کی خوفناک داستان پڑھئے اور کانپئے:۔

اخبار کی اطلاع کے مطابق قبرستان میں ایک جنازہ لایا گیا۔امام صاحب نے جُوں ہی نمازِ جنازہ کی نیّت باندھی مُردہ اُٹھ کر بیٹھ گیا ۔ لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔امام صاحب نے نیّت توڑدی اور چھ لوگوں کی مدد سے اس کو پھر لٹادیا۔تین مرتبہ مُردہ اُٹھ کر بیٹھا۔امام صاحب نے مرحوم کے رشتہ داروں سے پوچھا، کیا مرنے والا سُود خور تھا؟انہوں نے اِثبات (یعنی ہاں) میں جواب دیا۔اس پر امام صاحب نے نمازِ جنازہ پڑھانے سے انکار کردیا۔لوگوں نے جب لاش قبر میں رکھی تو قبر زمین کے اندر دھنس گئی۔ اِس پر لوگوں نے لاش کو مٹّی وغیرہ سے دبا کر بغیر فاتحہ ہی گھر کی راہ لی۔

سُود و رِشوت میں نُحوست ہے بڑی   اور دوزخ میں سزا ہوگی کڑی

﴾٥﴿ قبر بچھوؤں سے پُر تھی

ہمارے گاؤں میں ایک حجّام کا آخری وقت تھا۔لوگوں نے اُس کو کہا ''کلمہ پڑھ'' اُس نے جواب نہ دیا۔پھر کہا،'' کلمہ پڑھ!'' موت کی سختی کے سبب اُس نے کلمہ کو گالی دی ۔(معاذَ اللہ) کچھ دیر بعد اس کا انتِقال ہوگیا۔جب دَفن کرنے لگے تو لوگوں کی چیخیں نکل گئیں کیونکہ قَبر بچھوؤں سے بھری پڑی تھی۔اس قبر کو لوگوں نے بند کردیا اور دوسری جگہ قبر کھودی۔ آہ! وہ قبر بھی بچھوؤں سے پُر تھی۔چنانچہ اسی حالت میں حجّام کی لاش کو قبر میں ڈال کر قَبر بند کردی گئی۔

وہ نائی صاحِبان جو داڑھی جیسی عظیم الشان سنّت کو مُونڈنے یا کتر کر ایک مُٹھی سے گھٹانے والا خوفناک جُرم کر کے روزی کماتے ہیں وہ اس لرزہ خیز واقِعہ سے عِبرت حاصِل کریں۔ نیز یہ بھی یاد رکھیں کہ اس طرح جو اُجرت حاصِل ہوتی ہے وہ بھی حرام ہے۔ ساتھ ہی ساتھ داڑھی مُنڈوانے والے اور ایک مُٹھی سے گھٹانے والے بھی قہرِ خُداوندی عزّ وجلّ سے ڈریں کہ یہ فعل بھی حرام ہے۔

کرلے توبہ ربّ عزّوجلّ کی رَحمت ہی بڑی   قَبر میں ورنہ سَزا ہوگی کڑی

(تلقین کا یہ طریقہ غلط ہے۔صحیح طریقہ یہ ہے کہ سکرات والے پاس بُلند آواز کلِمہ شریف کا وِرد کرنا چاہئے تا کہ اسے بھی یاد آجائے۔ سگِ مدینہ عُفِیَ عنہ)

طالبِ غمِ مدینہ و بقیع و مغفِرت

۲۳ ربیع الآنی شریف ۱٤۱۳ھ